دِلّی کا آخری مغل تاجدار

جدید تاریخی تحقیق کی روشنی میں

از جناب ہدایت الرحمٰن صاحب محسنی ایم اے

(۴)

(۳۷) اگر مجوزہ انتظامات پر عمل درآمد کیا جائے تو پولٹیکل ایجنٹ کو چاہیئے کہ جملہ سلاطین پر حکومت کے نقطۂ نگاہ کو صاف طور پر واضح کردے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو مالی امداد اسوقت بہم پہنچائی جارہی ہے وہ ان کے حق میں حکومت کی طرف سے آخری کوشش ہے اس کے بعد حالات کے مزید بہتری کے لئے یا افزائشِ نسل کے سلسلہ میں مستقبل کی دشواریوں کا حل بہم پہنچانے کیلئے ان کو اپنی ہی کوششوں پر تکیہ کرنا چاہیئے۔

مراسلہ شاہی منجانب مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت مورخہ ۸ فروری ۱۸۴۸ء

(نذرانہ شاہی کے بارہ میں)

آپ کے محکمہ خارجیہ کے مراسلہ نمبر ۱۸ مورخہ ۵ نومبر ۱۸۴۷ء کے جواب میں رقم طراز ہیں کہ شاہِ دہلی کی خدمت میں نذرانہ نہ گذرانے کے سرکاری احکامات کا تعلق صرف ملازمینِ حکومت سے ہے دوسرے لوگ جو وقتاً فوقتاً بادشاہ کی حضور میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں انھیں نذر گذراننے کا حق حاصل ہے لیکن ایسے مواقع پر افسرانِ حکومت کو موجود نہ ہونا چاہئے اور نہ برطانوی وکیل کو سرکاری طور پر اس قسم کی تقاریب کا بطور خود مشاہدہ کرکے سندِ جواز دینی چاہیئے۔

مراسلہ منجانب مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت مورخہ ۳۱ جنوری ۱۸۴۹ء
(سلاطین کی شکایت کے بارہ میں)

• آپ کے محکمہ خارجیہ کے مراسلہ نمبر ۵۴ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۴۸ء کے جواب میں رقمطراز ہیں اس میں قطعی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر کسی وقت شاہِ دہلی اپنے خاندان کے مستحق افراد کو ان کے وظائف دینے سے انکار کردیں تو ہماری حکومت کو یہ حق حاصل ہے بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ سرکاری طور پر دخل اندازی کرے اور اگر ضروری سمجھے تو خود وظائف کا تعین کرکے اپنے وکیل کے ذریعہ سے تقسیم کرائے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت کے اس اختیار کی طرف بادشاہ کی توجہ مبذول کرادینے سے ہی مستحقین کے حقوق دلانے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کیجا سکتی ہے۔

مراسلہ منجانب گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت بنام مجلس ڈائرکٹران مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۵۰ء
("بادشاہ" کا خطاب ترک کرنے اور شاہی خاندان کو قلعہ سے علیحدہ کرنے کے بارہ میں)

مجلس ڈائرکٹران کا مراسلہ مورخہ ۱۶ جنوری موصول ہوا جس میں گورنر جنرل کی سفارشات مورخہ ۱۶ فروری ۱۸۴۹ء کے جواب میں شاہی خاندان کے سلسلہ میں عام تجویزات پر عمل پیرا ہونے کے پورے اختیارات ودیعت کیے گئے ہیں۔

ہم شقہ ہذا ہم جملہ تجویزات ارسال کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں جن کے ذریعے سے مجلس ڈائرکٹران پر اُن تمام اسباب و علل کا واضح کردینا ضروری سمجھتے ہیں جو بحالت موجودہ "بادشاہ" کا خطاب ترک کرانے اور شاہی خاندان کو قلعہ سے علیحدہ کردینے میں حائل ہیں۔ تاوقتیکہ ہمیں ایسی واضح اور فیصلہ کن ہدایات موصول نہ ہوں گی جن کی بنا پر یہ یقین کیا جاسکے کہ مجلس ڈائرکٹران کو اُن تجویزات کا من وعن زیرِ عمل لانا منظور ہے۔ ہم ہر اقدام سے عاجز ہیں۔

مندرجہ بالا مراسلہ کا جواب منجانب مجلس ڈائرکٹران مورخہ ۵؍جون سنہ ۱۸۵۰ء

محکمہ خارجہ کا مراسلہ نمبر ۱۲ مورخہ ۶؍اپریل سنہ ۱۸۵۰ء موصول ہوا جس میں ہمارے مراسلہ نمبر ۲ مورخہ ۱۶؍جنوری سنہ ۱۸۵۰ء کی وصولیابی اطلاع مذکور ہے۔ گورنر جنرل کی تجویزات کے مطابق آپ نے طے کیا ہے کہ جہانتک خطابِ شاہی اور شاہی خاندان کو قلعہ دہلی سے علیحدہ کرنے کا مسئلہ ہے مجوزہ سفارشات پر عمل درآمد کرنے کیلئے ہمارے مراسلہ کی ہدایات پر عمل کرنا قرینِ مصلحت ہے۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ خاص حکمت عملی کے ذریعہ بادشاہ کی وفات پر قلعہ چھوڑ دینے کا ولیعہد سے ازخود اقرار لے لیا جائے۔

ہمیں اس تجویز سے پورا اتفاق ہے قلعہ میں رہنے والے "سلاطین" کے حق میں برطانوی قانون سے استثنا کو ختم کر دینے کے مسئلہ میں بھی ہمیں آپ کی تجویذات سے کامل اتفاق ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس سوال پر زور دینا بہت ضروری ہے اور ہم آپ کی پیش کردہ جملہ تجاویز پر عمل درآمد کرنا منظور کرتے ہیں۔

مراسلہ منجانب مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت مورخہ ۸؍جون ۱۸۵۱ء
(شاہی امور کے بارہ میں)

ذیل میں گورنر جنرل کے محکمہ خارجہ کے مراسلہ مورخہ ۵؍اکتوبر اور خفیہ مراسلہ مورخہ ۲۸؍ستمبر ۱۸۵۰ء کا جواب تحریر کیا جاتا ہے جو خفیہ مجلس مشاورت کی وساطت سے موصول ہوا ہے۔

(۱) بادشاہ دہلی کے موجودہ بیٹوں میں سب سے بڑا شاہزادہ مرزا فخرالدین ہے۔ لیکن ملک معظم کی خواہش ہے کہ ان کے چھوٹے بیٹوں میں سے مرزا جوان بخت کو ان کا جانشین مقرر کیا جائے کیونکہ موخرالذکر جائز اور اول الذکر ناجائز اولاد ہے۔

(۲) کچھ بھی ہو ہم دیکھتے ہیں کہ خاندانِ تیموریہ میں اس قسم کے امتیازات کو کبھی ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے

وراثت کا مسئلہ ہمیشہ بادشاہ کی نرینہ اولاد کی تاریخ ولادت سے طے کیا جاتا رہا ہے۔ ورنہ موجودہ بادشاہ بھی تخت و تاج کے حقدار قرار نہ دئے جاتے۔ بنابریں ہم گورنر جنرل کی رائے کی تائید کرتے ہیں کہ مرزا فخر الدین ہی ولیعہد مقرر کئے جائیں۔ لیکن جبکہ بادشاہ چھوٹے شہزادہ کی وراثت پر مُصر ہیں حکومت برطانیہ کی طرف سے مرزا فخر الدین کی جانشینی کا بھی سرکاری طور پر اعتراف نہ ہونا چاہئے۔

(۳) گورنر جنرل کی تجویز ہے کہ موجودہ بادشاہ کی زندگی میں اقتدار شاہی میں کوئی ترمیم نہ ہونی چاہئے لیکن جانشینی کے موقع پر مناسب انتظامات پر غور و خوض ضروری ہے۔

(۴) قلعہ دہلی سے شاہی خاندان کو اس موقعہ پر علیحدہ کر دینے کے متعلق گورنر جنرل کا خیال ہے کہ شاہی وظیفہ میں تاحینِ حیات قدرِ قلیل اضافہ کر دینے سے نئے وارث کی رضامندی بسہولت خریدی جا سکتی ہے یہ مسئلہ بھی ہم حکومت ہند کی مرضی پر چھوڑتے ہیں۔

(۵) اس رائے سے ہمیں قطعی اتفاق ہے کہ جس طرح ممکن ہو سکے شاہی خاندان کے کثیر التعداد خویش و اقارب کو قلعہ شاہی سے ضرور نکال دینا چاہئے۔ اُن پر برطانوی قوانین جاری کرنے کے مسئلہ پر بھی ہر ممکن زور صرف کرنا چاہئے۔ حسب تجویز گورنر جنرل بہادر فی الحال اس کلیہ سے صرف بادشاہ اور اس کے خاص خاندان کو مع پوتوں پڑپوتوں کے مستثنیٰ کر دینا چاہئے۔ گورنر جنرل کا خیال ہے کہ اس ضمن میں کچھ تفصیلی معلومات کی فراہمی ضروری ہے۔ اس لئے استثنا کی مخصوص دفعات صحیح معلومات بہم پہنچ جانے پر ہی طے کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ہمارا یہ خیال ہے کہ اگر ممکن ہو تو مذکورہ معلومات اسی وقت فراہم کرنی چاہئے۔ موجودہ بادشاہ کی حیات ہی میں حکومتِ ہند کو کسی خاص نتیجہ پر پہنچ جانا چاہئے تاکہ تخت نشینی کے وقت جانشینی کو فوراً اپنے قطعی فیصلے سے روشناس کرایا جا سکے۔

(۶) گورنر جنرل کی ایک تجویز یہ ہے کہ نئے بادشاہ کو یہ بھی بتلا دینا چاہئے کہ جب کبھی گورنر جنرل دہلی

آئیں گے تو بادشاہ کیلئے مساویانہ طور پر ان کا خیر مقدم کرنا ضروری ہوگا۔ بادشاہ کے مرتبہ تفوق کو تسلیم نہ کرنے کی بنا پر ایک عرصۂ دراز سے گورنر جنرل اور شاہِ دہلی کے درمیان مراسلت قطعی بند ہے چنانچہ آئندہ بادشاہ کی وراثت ہم صرف اسی شرط پر جائز تسلیم کرینگے کہ وہ کسی ایسے اقتدار اور تفوق کا داعی نہ ہوگا جسے ہم منظور نہ کریں۔

(۷) گورنر جنرل کی یہ بھی رائے ہے کہ آراضیاتِ تعلّل (شاہی جاگیر) دروبست برطانوی افسران کے اختیار میں آجانی چاہیئے۔ انتظامی اخراجات کے بعد جو آمدنی بچیگی وہ بادشاہ کو دیدی جائیگی۔ لیکن اگر بادشاہ کے خلاف قابل تسلیم قرضوں کا دعویٰ پیش کیا جائے گا تو اس صورت میں قرضوں کی ادائیگی کو فوقیت ہوگی۔ ہم یہ بات قرینِ مصلحت نہیں سمجھتے ہیں کہ بادشاہِ دہلی کے خلاف ملی مطالبات کی سماعت اور فیصلہ کی ذمہ داری حکومتِ ہند اپنے سر لے۔ اس میں یہ خطرہ ہے کہ اگر حکومت نے بادشاہ کے قرضوں کی ذمہ داری خود لے لی اور مطالبات کی ادائیگی اپنے طور پر کی تو بادشاہ کیلئے حصولِ قرضہ کے وسائل زیادہ وسیع ہوجائیں گے اور فضول خرچیوں میں بہت زیادتی ہوجائیگی ہمارے نزدیک یہ زیادہ بہتر ہے کہ دوسرے وظیفہ خوار رؤسا کی طرح ملک معظم سے روپیہ کا لین دین کرنے والے بھی بالعموم اپنی ہی ذمہ داری پر معاملہ کریں اور خود ہی مکافات کے ضامن ہوں۔

(۸) ایک مسئلہ ابھی یہ باقی ہے کہ وظیفہ میں ۳ لاکھ روپیہ سالانہ کی تجویز پر عمل کیا جائے یا نہیں؟ اس کی تفصیلات مختلف موقعوں پر سابق اور موجودہ بادشاہ کے سامنے پیش کی جاچکی ہیں۔

(۹) گورنر جنرل کی رائے ہے کہ وظیفہ میں اضافہ نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری پیش کردہ شرائط کو مسترد کردینے کے معنی صاف یہی ہوسکتے ہیں کہ بادشاہ کو اس رعایت کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۰) ہماری شرائط یہ تھیں کہ ملک معظم توسیع وظیفہ کے عوض حکومتِ برطانیہ کے مقابلہ میں اپنے تمام تفوق سے دست بردار ہوجائیں گے ونیز اضافہ شدہ رقم کو خاندانِ شاہی میں تقسیم کرنے کا جائز

گورنر جنرل کو ہوگا۔ ۴ دسمبر ۱۸۴۴ء کے مراسلہ میں ہم نے دوسری شرط میں اس حد تک ترمیم بھی کردی تھی کہ اضافہ شدہ رقم کا کچھ حصہ بادشاہ کے ذاتی مصارف کے لئے بھی مقرر کردیا جائے گا۔ اور ایک واجبی رقم قلعہ کی مرمت اور بادشاہ کے قرضوں کی ادائیگی کے لئے بھی مخصوص ہوگی لیکن یہ مراعات صرف اِسی صورت میں قابل عمل ہونگی۔ جب بادشاہ گورنر جنرل کی مرضی کے مطابق معقول رقوم خاندانِ شاہی کے افراد کیلئے مقرر کردیں گے۔ اور اس کا بھی اقرار کرلیں گے کہ مقرر شدہ وظائف میں برطانوی نمایندوں کے منشا کے بغیر کوئی قطع و برید نہ کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کو یہ بھی منظور کرنا ہوگا کہ ان کے دور دراز کے اعزا کو قلعہ سے علیحدہ کردیا جائے۔ تاکہ وہ برطانوی قانون کے ماتحت زندگی بسر کریں۔ اس امر کا فیصلہ کہ کن کن لوگوں کو قلعہ سے علیحدہ کیا جائے گورنر جنرل کریں گے۔

(۱۱) ملک معظم نے ان شرائط کو ناپسند کیا اور گورنر جنرل نے لفٹنٹ گورنر آگرہ کی تجویز کے مطابق توسیع وظیفہ پر عمل درآمد کرنا اس وقت تک ملتوی کردیا تاوقتیکہ باضابطہ اقرار نامہ کے ذریعہ حکومت کے مطالبات کو منظور نہ کیا جائے۔ لیکن یہ طے کردیا گیا کہ کیونکہ بادشاہ کے قرضوں کو آخر کار حکومت ہی کو چکانا پڑے گا اسلئے شاہی جاگیر بادشاہ کے موجودہ اور آئندہ قرضوں کی ضمانت کے طور پر ہمارے قبضہ میں آجانا چاہیے۔

(۱۲) اس سوال کی پیچیدگیوں میں پڑنا ضروری نہیں ہے کہ آیا اپنے رویہ سے بادشاہ نے توسیع وظیفہ کا مسئلہ خود نامنظور کردیا ہے یا نہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بادشاہ اور حکومتِ ہند کے مابین شرائط طے نہیں ہوسکی ہیں۔

(۱۳) شاہی خاندان کے وظائف کا گوشوارہ جو بادشاہ نے پیش کیا ہے اور جس سے وہ سرِمو تجاوز کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں یقیناً اس قابل نہیں ہے جسکو گورنر جنرل معقولیت کے ساتھ منظور کرسکیں

سلاطین کی قلعہ سے علیحدگی کے بارہ میں بادشاہ نے صرف ان لوگوں کو منتخب کیا ہے جو شاہ عالم کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ ایسے لوگ ۱۲۵۶ میں سے صرف ۲، بتلائے جاتے ہیں۔ بادشاہ کی پیش کردہ قرض کی تفصیل غیر معمولی طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا مراسلہ کا جواب منجانب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۶ مارچ ۱۸۵۲ء

مجلس ڈائرکٹران کے مراسلہ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۸ جون ۱۸۵۱ء شرفِ صدور لایا اس سلسلہ میں زیر بحث موضوع پر ضروری کاغذات ارسال ہیں ونیز شاہزادہ مرزا فخر الدین کی بڑھتی ہوئی مشکلات کے ضمن میں گذارش ہے کہ ان کی ولیعہدی کا فیصلہ کر دیا جائے۔ لیکن یہ کارروائی اس طور پر ہونی چاہئے کہ ملک معظم کی گرانیٔ خاطر کا باعث نہ ہو اور شہزادہ موصوف کو مقررہ وظیفۂ ولیعہدی مع جمع شدہ رقوم کے مل جائے۔

مذکورہ بالا مراسلہ کا جواب منجانب مجلس ڈائرکٹران مورخہ ۲ جون ۱۸۵۲ء

ذیل میں گورنر جنرل کے محکمہ خارجیہ کے مراسلہ نمبر ۱۴ مورخہ ۶ مارچ کا جواب (جو نام نہاد تخت دہلی کی وراثت کے مسئلہ پر مشتمل تھا) تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) چونکہ آپ کے نزدیک یہ قرینِ مصلحت ہے کہ جو شرائطِ ولیعہدی ہم منوانا چاہتے ہیں وہ اسی وقت شاہزادہ فخر الدین کے علم میں لائی جائیں اور ان کا اقرار و منظوری حاصل کر لی جائے اس لئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(الف) یہ کہ ہر موقع پر ان کو گورنر جنرل سے مساویانہ انداز میں ملنا ہوگا۔

(ب) یہ کہ شاہی جاگیر کا انتظام مستقل طور پر حکومت برطانیہ کے سپرد ہوگا۔ انتظامی اخراجات کے بعد باقی منافع بادشاہ کو دیا جائے گا۔

(ت) یہ کہ ان مستثنیات کے علاوہ جو طے کر دیئے جائیں گے جملہ سلاطین، قلعے سے علیحدہ کر دیے

و حکومت برطانیہ کے عام قوانین کے ماتحت شہریوں کی زندگی بسر کریں گے۔

(۲) گورنر جنرل نے ہمارے تفویض کردہ اختیارات کی رو سے ایک شرط کا اور اضافہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ قلعہ دہلی حکومت برطانیہ کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اور بادشاہ مع ان خویش و اقارب کے جوان کے ساتھ رہیں گے قطب کے مقام پر سکونت اختیار کریں گے۔ اگرچہ اس آخری شرط کو گورنر جنرل نے بہت اہمیت دی ہے تاہم یہ اسقدر ضروری نہیں معلوم ہوتی کہ اس کی منظوری کے بغیر شاہزادہ کی بادشاہی کے حقوق نظر انداز کر دیئے جائیں۔

(۳) ہم گورنر جنرل کی حکمت عملی کو نظر استحسان سے دیکھتے ہیں اور ہمیں یہ معلوم کر کے انتہائی طمانیت خاطر حاصل ہوئی کہ شاہزادہ نے جملہ شرائط کو بغیر پس و پیش کے منظور کر لیا ہے۔ قلعہ سے دستبرداری بھی منظور کر لی ہے اور بادشاہ کے ساتھ رہنے والے اعزا کی تعداد موجودہ بادشاہ کی اولاد تک محدود کر دی گئی ہے۔

(۴) لفٹنٹ گورنر آگرہ کا خیال تھا کہ یہ رعایت شاہان سلف کے پوتوں اور پڑپوتوں تک جاری ہو۔ لیکن اس رائے سے گورنر جنرل کو اتفاق نہ تھا تاہم یہ طے ہو گیا تھا کہ اگر لفٹنٹ گورنر کی رائے پر عمل کیا گیا تو آخری فیصلہ سے پہلے ایسے سب سلاطین کے تعداد کے بارہ میں جو آئندہ بادشاہ کے ساتھ رہنے کے مجاز ہوں گے پوری معلومات فراہم کی جائیں گی۔

(۵) ہماری مجوزہ شرائط پر اظہار رضامندی کرتے ہوئے شاہزادہ فخرالدین نے بھی ذاتی طور پر حکومت ہند سے چند درخواستیں کی ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ جانشینی کے بعد شاہی وظیفہ کی تقسیم پر بلا تعین انھیں کلی اختیار ہونا چاہیے۔ اس درخواست کو حکومت ہند نے بجا طور پر ناقابل عمل ٹھیرایا ہے۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ آئندہ ولیعہد کو مستحق وظیفہ قرار دینے سے پہلے ماسبق کی وفات سے تخت نشینی تک کی مدت ولیعہدی کا تمام وظیفہ بقایا ان کو ملنا چاہیے۔ ونیز یہ کہ قلعہ کا محافظ دستہ

ابھی سے ان کو سلامی دیا کرے۔ اور وکیل برطانیہ ان کی اقامت گاہ پر ملاقات کیلئے حاضر ہو شاہزادہ کی موخر الذکر خواہشات کی تعمیل کی گورنر جنرل نے سفارش کی ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ رائے بھی ظاہر کی ہے کہ ایسا کرنا شاہزادہ کو کھلم کھلا ولیعہد سلطنت مان لینے کے مرادف ہے۔ حالانکہ ہم اسی امر سے ابتک عمداً احتراز کرتے رہے ہیں۔ تاہم بحالت موجودہ ان خواہشات کی تعمیل سے اجتناب کرنا بھی خلافِ مصلحت ہے۔ لفٹنٹ گورنر کی رائے کے مطابق ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ جبکہ شاہزادہ کو تختِ دہلی کا وارث تسلیم کرنا ہماری مصالح کے عین موافق ہے اور جب موصوف نے ہمارے تمام منصوبوں پر رضامندی کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ ان خواہشات کی تکمیل ہو جانی چاہیے لیکن ان "سلاطین" پر مجوزہ تبدیلیوں کا ابھی سے اظہار کر دینا جن کی ذات پر اہم اثرات مترتب ہوتے ہیں خلافِ مصلحت معلوم ہوتا ہے۔

(۶) گورنر جنرل اور مجلس مشاورت کو ہم پورا اختیار دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہزادہ فخرالدین کی ولیعہدی کا مسئلہ مناسب طور پر طے کر دیں۔ اور اُن ضروری اقدامات کی تکمیل کر دیں جو موجودہ بادشاہ کی وفات پر زیر غور انتظامات کو عملی صورت دینے کیلئے پیش خیمہ کے طور پر ضروری ہوں۔

گورنر جنرل کی طرف سے مندرجہ بالا مراسلہ کا جواب مورخہ ۷ اکتوبر ۱۸۵۲ء

عالیجناب

(۱) مجلس ڈائرکٹران کے مراسلہ نمبر ۱۹ مورخہ ۲ جون کا جواب دیتے ہوئے اطلاع رسانی کیلئے کچھ ضروری کاغذات منسلک کئے جاتے ہیں۔

(۲) آپ کی مجلس پر یہ روشن ہو جائے گا کہ شاہزادہ فخرالدین کی ولیعہدی کو باضابطہ طور پر تسلیم کرنے کے ضروری اقدامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔

مراسلہ منجانب مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل و مجلس مشاورت مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۵۳ء

(شاہی نذرانہ کی بقایا رقوم کی ادائیگی کے بارہ میں)

ذیل میں گورنر جنرل کے محکمہ خارجیہ کے مراسلہ نمبر ۴۴ مورخہ ۲ جولائی ۱۸۵۲ء (جس کے ہمراہ آگرہ رپورٹ ۱۸۵۱ء کا چوتھا حصہ منسلک تھا) کا جواب تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) رپورٹ میں مذکور ہے کہ بادشاہ دہلی نے ۸۳۳ روپیہ ماہانہ کا وظیفہ جو نذرانوں کی بجائے مقرر کیا گیا تھا اپنا منظور کر لیا ہے اور باقیماندہ رقوم کی ادائیگی کے لئے درخواست کی ہے۔

(۲) چونکہ عرصہ دراز سے بادشاہ نے اس مد کا وظیفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے اس وظیفہ کا از سر نو اجرا ہمارے اوپر واجب نہ تھا۔ چنانچہ لفٹنٹ گورنر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے نگارش ہے کہ بقایا نذر ہرگز ادا نہیں کرنی چاہیئے۔

مراسلہ منجانب مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل و مجلس مشاورت مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۵۴ء

(بادشاہِ دہلی کی استدعا کے بارہ میں)

ذیل میں آپ کے محکمہ خارجہ کے مراسلہ نمبر ۱۵۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۸۵۳ء کا جواب تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) گورنر جنرل نے بجا طور پر بادشاہ کی اس تجویز کو جس کے ذریعہ وہ کلکتہ میں ایک وکیل اپنے خاندان میں سے مقرر کرنا چاہتے تھے رد کر دیا ہے اور یہ بتلا دیا ہے کہ سرکاری وکیل مقیم دہلی ہی بادشاہ اور حکومتِ برطانیہ کے درمیان مراسلت کا صحیح ذریعہ ہے۔

(۲) جب ۱۸۴۳ء میں لارڈ ایلن برا نے برطانوی افسران کی طرف سے بادشاہ دہلی کو نذریں پیش کرنے کا مسئلہ ختم کر دیا تھا اور بادشاہ کا مالی نقصان پورا کرنے کیلئے ۸۳۳ روپیہ ماہانہ کی ایک رقم پیش کرنا چاہی تھی تو اس وقت بادشاہ نے اس پیشکش کو نامنظور کر دیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے

اب وہ اس انکار پر نادم ہیں اور زرِ بقایا کا مطالبہ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اس مطالبہ کو صحیح طور پر رد کر دیا ہے۔ لیکن ہمارے پاس اب تک بادشاہ کی درخواست نہیں بھیجی گئی ہے۔

(۳) بادشاہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میرے بعد شاہزادہ جواں بخت اور ملکہ زینت محل کے مفاد اور حفظ و امان کو حکومت برطانیہ ملحوظ رکھے اسکا جواب آپ نے صحیح اور منصفانہ طور پر دیا ہے۔

مراسلہ منجانب مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۵۴ء

(شاہِ دہلی کی وراثت کے بارہ میں)

ذیل میں ہم گورنر جنرل کے محکمہ خارجیہ کے مراسلہ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۸۵۴ء کا جواب تحریر کرتے ہیں۔

(۱) آپ کے مراسلہ کے پیراگراف ۱ تا ۱۰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ شاہِ دہلی کی شدید علالت کے زمانہ میں احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں کہ بادشاہ کی وفات کے موقع پر کیا صورتِ عمل اختیار کی جائیگی۔

(۲) آئندہ کے لئے ہدایت کے طور پر ہم اس وقت یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ لفٹنٹ گورنر کی تجویز کے مطابق ملک معظم کے ولیعہد کی تخت نشینی عمل میں نہ لائی جائے تا وقتیکہ وہ قلعہ چھوڑ کر قطب میں رہائش اختیار نہ کریں۔ دیگر امور میں بھی آگرہ گورنمنٹ کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیئے۔

مراسلہ منجانب گورنر جنرل و مجلس مشاورت بنام مجلس ڈائرکٹران مورخہ ۸ ستمبر ۱۸۵۶ء

(۱) گذشتہ مراسلات کے سلسلہ میں ہم سابق ولیعہد شاہزادہ مرزا فخر الدین کی وفات پر تختِ دہلی کی وراثت کے سلسلہ میں لفٹنٹ گورنر کے مراسلات اور اپنے جوابات کی نقول ارسال خدمت کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔

(۲) کاغذات سے یہ واضح ہوگا کہ لفٹنٹ گورنر اور برطانوی وزیر مقیم دہلی اس امر کے سخت مخالف ہیں کہ حکومت تختِ دہلی پر کسی کی جانشینی کو تسلیم کرے ہمیں اس رائے سے پورا اتفاق ہے۔

(۴) بادشاہ نے ایک بار پھر اپنے مقبول خاص بیٹے مرزا جواں بخت کی جانشینی پر زور دیا ہے لیکن چونکہ قانونِ شریعت کے اعتبار سے یہ امر ناقابلِ تسلیم ہے اور گورنمنٹ کی حکمت عملی کے بھی خلاف ہے اسلئے ہم نے احکام جاری کردئیے ہیں کہ بادشاہ کی اس خواہش کی تعمیل ناممکن ہے تاہم بادشاہ کی وفات پر شاہزادہ مرزا محمد قراش کو جو بادشاہ کے بیٹوں میں اسوقت سب سے بڑا ہے بزرگ خاندان کی حیثیت سے جانشین تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہماری شرائط من وعن وہی ہونگے جو شاہزادہ فخرالدین کے ساتھ تھے۔ فرق صرف اسقدر ہوگا کہ بادشاہ کے خطابات اور مروجہ شاہانہ اقتدار کے بجائے نئے جانشین کی حیثیت خاندانِ تیمور کے شہزادہ کی ہوگی۔ اور نمایندۂ خاندان کے طور پر اس کو پندرہ ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ یہ ہدایات جو لفٹنٹ گورنر کے نام جاری کردی گئی ہیں مجلس ڈائرکٹران کیلئے بھی قابل قبول ہونگی۔

(باقی آئندہ)

"تاریخ"

انقلابِ روس

ٹراٹسکی کی مشہور ومعروف کتاب "تاریخ انقلابِ روس" کا مستند اور مکمل خلاصہ جس میں روس کی حیرت انگیز سیاسی اور اقتصادی انقلاب کے اسباب ونتائج اور دیگر اہم واقعات کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اگر آپ موجودہ روسی نظام کے پس منظر کا صحیح اندازہ کرنا چاہتے ہیں، جو آجکل نازی بربریت کا شکار بنا ہوا ہے تو اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں ضرور رکھئے۔ قیمت ایکروپیہ

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ "برہان" قرول باغ۔ نئی دہلی